شخصیات

اقبالؒ
پر
مرتضیٰ مطہری کے اعتراضات کا مطالعہ

سکندر عباس زیدی

شہید مرتضیٰ مطہری ۲ فروری ۱۹۱۹ء میں مشہد مقدس سے ۷۵ کلومیٹر دور ایک گاؤں فریمان میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ محمد حسین مطہری سے حاصل کی۔ ۱۳ سال کی عمر میں حصول علم کے لیے مشہد آئے، ۱۹۳۷ء میں قم سے تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آیت اللہ میرزا مہدی شہید، میرزا علی آقای شیرازی اصفہانی۔ آیت اللہ بروجردی اور محمد حسین طباطبائی آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں استعمار کے خلاف انجمن حسینہ ارشاد کی بنیاد رکھی اس طرح ۱۹۴۱ء سے ۱۹۷۱ء تک انجمن اطبائے اسلامی میں توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت پر لیکچر کا سلسلہ جاری رکھا اس کے علاوہ خواتین کے حقوق، اقتصاد اسلامی اور اسلام کے فلسفی اور نظریاتی مسائل پر لیکچر کا سلسلہ شروع کیا۔ فلسطینی مہاجرین کے لیے امداد جمع کرنے پر گرفتار کیا گیا۔ آپ نے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے لیے اس دور میں بھرپور جدوجہد کی جب شاہ ایران نے ملک ایران کا آئینی اور قانونی ڈھانچہ امریکہ اور برطانیہ کے اشارے پر مکمل سیکولر بنا دیا تھا۔ عدالتوں میں قرآن پاک کی گواہی بے معنی ہوگئی تھی۔ دین اور سیاست میں دوری پیدا کر کے علما اسلام اور اسلام پسند مفکرین اور سیاستدانوں کی برسرعام توہین کر کے جیل بھجوایا جاتا شاہ ایران اور اس کا شاہی خاندان ایران کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھ کر ملک کے تمام وسائل پر قابض تھا۔ ملک کی اقتصادیات پر امریکی لابی اور شاہی خاندان کا مکمل قبضہ تھا۔ قومی تعلیمی ادارے جو کسی قوم یا نسل کی نظریاتی تربیت کا مرکز ہوتے ہیں کو رقص وشراب کے اڈے کے طور پر متعارف کروایا ان حالات میں شہید مطہری نے کمر ہمت باندھ کر ان تمام برائیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لائے۔ شاہ ایران کی حکومت نے آپ کی زبان بندی کر کے عوام سے دور کرنے کی کوشش کی کیونکہ شاہ کسی بھی صورت میں اسلامی انقلابی تحریک روکنا چاہتا تھا اور اس کے مقابلے میں چھوٹے چھوٹے اشترا کی گروہ بنا کر انہیں فعال بھی کیا گیا لیکن استاد مطہری نے اپنی تقریر وتحریر کا سلسلہ جاری رکھا۔ استاد مطہری کا براہ راست دین قرآن حدیث فلسفہ، کلام، تاریخ اور عرفان سے رابطہ تھا۔ انہوں نے حقیقی اسلامی متون پر تحقیق کی استاد مطہری مشرق ومغرب کے مختلف مکاتب فکر کے فلسفی اور نظریاتی متون سے نہ صرف پوری طرح آگاہ تھے بلکہ اپنی علمی بحثوں میں ان کے نظریات کو پیش کرنے کے بعد اُن پر تنقید بھی کرتے تھے۔ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے موقع پر

استاد مطہری کو امام خمینی کی طرف سے انقلابی کونسل کا رکن نامزد کیا گیا تھا لیکن ۲ مئی ۱۹۷۹ء کو انقلاب کی کامیابی کے ٹھیک ۱۰ روز بعد فخر آباد میں آپ کو شہید کر دیا گیا۔ ایران کے مذہبی اور علمی مرکز قم میں واقعہ بی بی معصومہ قم کے حرم میں مدفون ہیں۔

شہید مرتضیٰ مطہری جو اقبال شناس کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ علامہ اقبال کے فکر و نظریات کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے جن کا تذکرہ انہوں نے اپنی کتب میں اقبال کو بھرپور خراج عقیدت پیش کر کے کیا ہے۔ مطہری شہید نے اپنی کتب میں تقریباً ۷۰ مختلف مقامات پر علامہ اقبال کی شخصیت و فن اور کلام کے حوالے سے اظہار خیال کیا ہے اور علامہ اقبال کے انقلابی فکر کا بھرپور اعتراف کیا ہے۔

اقبال اور شہید مرتضیٰ مطہری دونوں نے تقریباً ایک سے موضوعات پر اظہار خیال کیا خاص طور پر دونوں عظیم شخصیات نے استعمار کی سازشوں اور مسلمانوں میں پائی جانے والی بداعمالیوں کی نشاندہی کر کے قوم میں اسلامی شعور کی بیداری کی بھرپور کامیاب کوشش کی ہے۔ مرتضیٰ مطہری نے اقبال کی پیروی کرتے ہوئے اُن کے انقلاب انگیز فکر کو کامیابی سے آگے بڑھایا ان کے مطابق اقبال ان روشن اور تابناک چہروں میں سے ہیں جنہوں نے اسلامی معاشرے کو اسلام کی نئی تعبیر دی

استاد شہید مرتضیٰ مطہری نے اقبال کو ''رہبر اصلاح'' کے لقب سے یاد کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اقبال کے اصلاحی نظریات اس کے ملک کی سرحدوں کو پار کر گئے اقبال مغربی تہذیب کا وسیع مطالعہ رکھنے کے باوجود مغرب کو ایک جامع انسانی نظریے سے محروم سمجھتے تھے مطہری اقبال کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ اقبال لاہوری کی آہ و فغاں ہے جو مسلمانوں کے خوابیدہ دلوں اور پریشان ذہنوں کو تسلیم سحر کی طرح بیدار کر رہی ہے اور انہیں خلق خدا کی بے لوث خدمت اور انسانی آزادی کی بشارت کا احساس دلا رہی ہے۔ مطہری کا خیال ہے کہ اقبال جہاں مذہبی افکار نو کی تشکیل چاہتے تھے وہاں انہیں عمل کے احیا کے بغیر بے کار سمجھتے تھے۔ اقبال صرف ایک مفکر نہیں تھے بلکہ صاحب عمل بھی تھے وہ استعمار کے خلاف تھے اس کا ثبوت ان کے عمل سے ملتا ہے۔ وہ مرد میدان اور نظریہ پاکستان کے محرک تھے۔ ان کے نزدیک اقبال ایک زبردست شاعر تھے انہوں نے نے اپنی صلاحیتیں مقصد اسلام کو واضح کرنے کے لیے وقف کر دیں یہ اقبال لاہوری کی آہ و فغاں ہے جو مسلمانوں کے خوابیدہ دلوں اور پریشان ذہنوں کو نسیم سحر کی طرح بیدار کر رہی ہے اور انہیں خلق خدا کی بے لوث خدمت اور انسانی آزادی کی بشارت کا احساس دلا رہی ہے اسی وجہ سے اسلامی معاشرہ اقبال کا بہت احسان مند ہے مطہری فرماتے ہیں کہ اقبال کو مغرب کے تہذیب و تمدن سے پوری طرح آگاہی رکھتے تھے مگر اس کے باوجود وہ اس کے زبردست نقاد رہے انہیں مغربی فلسفہ حیات اور اجتماعی زندگی سے گہری واقفیت رہی۔ لیکن وہ مغربی مدنیت کو مرتبۂ انسانیت سے کم تر تصور کرتے رہے وہ ذہنی طور پر مسلمانوں کے سیاسی اقتصادی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے سرگرداں رہے ان مسائل کے حل کے لیے انہوں نے اجتہاد اور اجماع کی ضرورت پر خصوصی توجہ دی۔ ان کے نزدیک اسلامی ثقافت ہی حقیقت میں

انسانی ثقافت ہے۔ وہ جہاں مغربی علوم وفنون کے حصول کے داعی اور اس کام کے قدر دان تھے وہاں وہ تقلید مغرب اور جہاں غرب میں بے جا آزاد خیالی اور فتنہ انگیزی کے زبردست نقاد رہے۔ انہوں نے دوسرے علوم وتمدن کا مطالعہ اسلامی مقاصد کے حصول کے لیے کیا وہ ان شعرا میں شامل ہیں جن کی معاصر عرب عالم اور مفکر عبدالرحمٰن الکواکبی نے بھی تعریف کی ہے اور فرمایا اقبال کی انقلابی شاعری نے انہیں حضرت حسّان بن ثابت انصاریؓ اور ابومستہل کمیت بن زید اسلامی کی صف میں لا کھڑا کیا۔

شہید مرتضیٰ مطہری اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اقبال کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ ان کے اردو اشعار بھی عربی یا فارسی میں ترجمہ ہونے پر اپنی اثر انگیزی اور حماسہ آفرینی قائم رکھتے ہیں درحقیقت شاعری کی قوت اقبال کے ہاں ایک وسیلہ وآلہ رہی لیکن ان کا اصل مقصد یہ نہ تھا۔ اقبال کی نظم ونثر امتِ اسلامیہ کے شاندار ماضی کو خاطر نشین کرتی ہے حال کے تقاضے سمجھاتی ہے اور بہتر مستقبل کی راہیں دکھاتی ہے۔ ان کی کوشش رہی کہ اسلامی تاریخ میں چھپی ہوئی شخصیات کے کردار کو منظر عام پر لا کر امت اسلامیہ کو باخبر کریں۔ اسی وجہ سے اسلامی معاشرہ اقبال کا بڑا احسان مند ہے۔ مطہری کے نزدیک اقبال صرف مفکر ہی نہیں بلکہ صاحب عمل بھی تھے۔

ایران میں میٹرک کی سطح تک جو مضمون اقبال کی شخصیت اور فن کے بارے میں پڑھایا جا رہا ہے وہ بھی شہید مرتضیٰ کا تحریر کردہ ہے وہ علامہ اقبال کے انقلابی افکار کا بھرپور اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

علامہ بلند پایۂ شاعر تھے انہوں نے اپنے فن کو اسلامی مقاصد میں صرف کیا اُن کے اشعار کی انقلاب آفرینی اب تک باقی ہے۔ اقبال اس حقیقت کے معترف ہیں کہ اسلامی سماج مغربی ثقافت اور تمدن کی بنا پر متزلزل ہو کر رہ گیا ہے اولین کام یہ ہے کہ سماج خود اپنی خودی پر ایمان لائے اور یہ خودی عبارت ہے اسلامی تعلیم اور تمدن سے اسی کو فلسفۂ خودی کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اقبال نے اپنے اشعار مضامین اور تقاریر میں ہمیشہ مسلمانوں کی عظمت رفتہ اور آبا کی بے پناہ استعداد وصلاحیت کو بھرپور انداز میں پیش کیا اپنے بزرگ مسلمانوں کے کارناموں کو یاد دلا کر مسلمانوں میں دوبارہ خوداعتمادی اور حرارت پیدا کرنے کی کوشش کی یہ ساری کوشش اسلامی سماج پر اقبال کا بڑا احسان ہے۔ بقول اقبال

مسلماں آن فقیری کج کلاہی
رمید از سینۂ او سوز آہی
دلش نالہ چرا نالہ نداند
نگاہی یا رسول اللہ نگاہی

اسلامی تعلیمات کی تشریح میں چند ایک امور میں مرتضیٰ مطہری علامہ اقبال سے اختلاف کا اظہار بھی کرتے ہیں اس اختلاف رائے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شہید مرتضیٰ مطہری اس دور کے سیاسی اور ثقافتی حالات کو نہیں سمجھ سکتے جس کا ادراک خود اقبال رکھتے تھے اور جن زبوں حال معاشرے میں اقبال نے اپنے فکر کو پروان چڑھایا اور مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کیا۔ اختلاف رائے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شہید مرتضیٰ نے اقبال اردو اور انگریزی تحریروں کا شاید دقیق مطالعہ نہ کیا ہو جس

میں ان کے فارسی کلام کی وضاحت بھی ہوتی ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ اقبال کی فکر میں ایک ارتقائی رجحان پایا جاتا ہے جس سے بعض قارئین کو ان کے بعض افکار میں شبہات نظر آتے ہیں بہرحال اعتراض کرنا نقاد کا حق ہے۔ علامہ اقبال کی شاعری اور فلسفہ کا علم عوام کے شعور کی بیداری اور دوقومی نظریہ کے عظیم مقاصد کی تکمیل کے لیے تھا نہ کہ فلسفہ اور شاعری کی اصطلاحات کی وضاحت کرنا مقصود تھا۔

استاد شہید مرتضیٰ مطہری نے اقبال کی جہاں بہت سی خوبیوں اور انقلابی افکار کی نشاندھی فرمائی وہاں چند ایک مقامات پر اختلاف رائے کا اظہار بھی کیا۔ مثلاً وہ فرماتے ہیں کہ مغربی دنیا میں تو واقعاً وہ ایک فلسفی ہیں لیکن اسلامی فلسفہ کے بارے میں گہری معلومات نہیں رکھتے خاص طور پر اثبات واجب اور علم قبل الایجاد جو کہ اسلامی فلسفہ کے اہم مسائل کے سلسلے ہیں ختم نبوت کے بارے میں جو فلسفہ پیش کیا وہ ختم نبوت کی بجائے ختم دین پر انتہا پذیر ہوتا ہے۔ جو خود اقبال کے مقصد اور مدعا کے خلاف ہے۔ وہ لکھتے کہ اگرچہ اقبال کی روش عارفانہ ہے لیکن عرفانی علوم و معارف کے دقیق مسائل پر گہری نظر نہیں رکھتے اس طرح اسلامی دنیا کی بعض شخصیات اور اسلامی ممالک میں استعماری چالوں کو سمجھنے میں غلطی ہوئی بعض ڈکٹیٹروں کے اقدامات کی اصلاحی اور اسلامی تصور کرنے ان کی مدح وثنا کی جہاں تک فلسفہ کا تعلق ہے استاد شہید مرتضیٰ مطہری بنیادی طور پر الٰہیات و فلسفہ کے استاد تھے انہوں ے اسلامی افکار کے بارے میں پیدا کیے جانے والے شکوک وشبہات کو ختم کیا ور منطقی انداز سے اسلام کا علمی دفاع کیا کیونکہ استاد شہید جدلیات کے فلسفے، مادیت پرستی اور حقیقت پسندی پر مبنی افکار و نظریات کے بارے میں مکمل آگہی کے ساتھ اس مسئلے میں تفصیلی تحقیق بھی کر چکے تھے۔ تہران یونیورسٹی میں الٰہیات و معارف اسلامی کے استاد کی حیثیت سے کافی عرصہ تک تدرس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

مطہری شہید کا یہ اختلاف کہ اقبال کا فلسفہ ختم نبوت ختم دین پر منتج ہوتا ہے یہ اعتراض انہوں نے اقبال کی کتاب ''احیاء فکر دینی دراسلام'' کے ص ۱۴۵ کے حوالے سے کیا ہے جس میں اقبال کا خیال ہے کہ رسول اکرمؐ قدیم اور جدید دنیا کے درمیان کھڑے ہیں جہاں تک آنخضرت کا رابطہ الہامی سر چشمے سے ہے تو اس لحاظ سے آپ کا تعلق قدیم دنیا سے ہے اور جہاں تک آپ کی روح ہدایت کا تعلق ہے تو اس لحاظ سے آپ جدید دنیا سے متعلق ہیں زندگی نے آپ کے اندر معرفت کے نئے سرچشمے آشکار کیے جو آج کی جدید زندگی سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اسلام اور عقل کا ظہور ایک استقرائی دلیل ہے ظہور اسلام کے ساتھ خود رسالت کے ختم ہو جانے کی ضرورت آشکار ہو جانے کے نتیجے میں رسالت بھی اپنے حد کمال کو پہنچ جاتی ہے اور یہ چیز خود اس امر کا بین ثبوت ہے کہ زندگی ہمیشہ مرحلہ طفلی اور خارج سے رہبری کی سطح پر نہیں رہ سکتی۔

استاد شہید کے مطابق اگر اس فلسفے کو درست مان لیا جائے تو نہ صرف یہ کہ مزید کسی وحی اور نبی کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ وحی کی رہنمائی کی بھی قطعاً ضرورت نہیں رہتی کیونکہ تجرباتی عقل کی ہدایت وحی

کی ہدایت کی جگہ لے چکی ہے۔ مطہری کے مطابق اگر یہ فلسفہ صحیح ہو تو پھر یہ فلسفہ دین کے خاتمے کا فلسفہ ہے نہ ختم نبوت کا۔

حقیقت میں اقبال کا عقیدہ تھا کہ حضورؐ زندہ ہیں اور اس زمانے کے بزرگ بھی صحابہ کی طرح فیض اٹھاتے ہیں دین کی حقیقت اور رسولؐ اکرم کے خلقِ عظیم کا ایک گہرا نقش اقبال کے قلب ونظر پر نقش ہو چکا تھا علامہ اقبال کے مطابق جو شخص حضورؐ کے عشق میں ڈوب جائے اور حضورؐ کی اطاعت کو اپنا شعار بنالے اسے وہ بے پناہ قوتیں حاصل ہو جائیں گی کہ وہ بحر و بر پر اپنا تسلط جمالے گا۔ لہٰذا یہ اقبال کا عشق رسولؐ تھا جس سے سرشار ہو کر اقبال نے اس طرح کی توضیح فرمائی۔ ختم نبوت کے حوالے سے اقبال ختم دین کے قائل نہیں بلکہ تکمیل دین کے قائل ہیں اقبال کی نظر میں دین اسلام ہر دور میں زندگی کے تقاضوں کو پورا کرنے کی عملی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسلام کے بنیادی شعار اور نبیؐ کا اتباع تمام مسلمانوں پر واجب ہے ان بنیادی احکامات میں تبدیلی کفر ہے۔

یوں اقبال کے اس نقطۂ نظر کو شہید مطہری نے اقبال کے ان افکار کی روشنی میں نہیں دیکھا جس سے شکوک پیدا ہوئے حالانکہ شہید مطہری خود اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ اس طرح کی بات اقبال کے مقصد کے خلاف ہے کیونکہ وہ ختم نبوت ثابت کرنا چاہتے ہیں نہ کہ ختم دین۔ علامہ اقبال خود فرماتے ہیں کہ زندگی ثابت اصولوں اور بدلتے رہنے والے فرد کی محتاج ہے یہ اسلام میں حرکت کا اصول ہے جسے اصول اجتہاد کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اور اسلام میں اجتہاد کا کام اصول پر فروع کا منطبق کرنا ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ وحی کی راہنمائی کی ضرورت ہمیشہ باقی ہے اور تجرباتی عقل کی راہنمائی وحی کی راہنمائی کا بدل نہیں ہوسکتی مرتضیٰ مطہری خود اعتراف کرتے ہیں کہ اقبال ہدایت و رہنمائی کی دائمی احتیاج کی بقا کے سو فی صد حامی ہیں۔ اس طرح ختم نبوت اس کے برعکس توجیہہ نہ تو اقبال کے لیے قابل قبول ہے اور نہ ہی ان کے لیے جنہوں نے اقبال کی تحریر سے اس قسم کے نتائج اخذ کیے ہیں۔

مرتضیٰ مطہری کا یہ اختلاف کہ اقبال نے اپنے دور میں چند استعماری تحریکوں اور شخصیات کو سمجھنے میں غلطی کی اور انہیں اصلاحی تحریک قرار دیا اور اپنے اشعار میں بعض ڈکٹیٹروں کی بھی مدح وثنا کرتے ہیں۔

درحقیقت اقبال کے فکر میں پائے جانے والے ارتقائی رجحان سے اس قسم کے شکوک وشبہات نے جنم لیا۔ اقبال کا دور دراصل عالم اسلام کے زوال اور انحطاط کا دور تھا ان حالات میں اقبال جہاں کہیں بھی آزادی وحریت کا پیغام سنتے اس تحریک کو برصغیر کے مایوس مسلمانوں کے لیے روشنی کی کرن تصور کرتے ہیں۔ احیائے دین کی تحریک میں اقبال شروع ہی سے معتدل اور متوازن رویہ رکھتے تھے جوں جوں ان تحریکیوں کے محرکین اہداف اسلامی سے کنارہ کشی اختیار کرتے اقبال بھی ان تحریکیوں سے لاتعلقی اور ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے جس کا ثبوت ان کے آخری کلام کے مطالعہ سے ملتا ہے۔ مطہری

خود اعتراف کرتے ہیں کہ اقبال کا منتہائے نظر شاعری نہیں تھا شاعری کو صرف مسلم معاشرے کو بیدار کرنے کے لیے استعمال کیا۔ اقبال نے اپنی نظم ونثر میں ہمیشہ یہ کوشش کی کہ مسلمانوں کو ان کی عظمت رفتہ کی یاد دلائی جائے تاکہ یہ امت اپنی عظمت اور بزرگی کا مقام دوبارہ حاصل کر سکے۔ علامہ اقبال نے جب یہ دیکھا کہ اتاترک اور اس کا پیرو مسلمان ڈکٹیٹر رضا شاہ پہلوی دونوں اسلام کو سیاسی ادارے سے خارج کر رہے ہیں اور استعمار کے ہاتھ کھلونا بن کر رہ گئے ہیں تو اقبال ان دونوں کو مسترد کرتے ہیں۔

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں نمود اس کی
کہ روح شرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

خود اقبال نے ابتدائی کلام میں کہیں ان تحریکوں کے محرکین کی تعریف کی ہے تو اپنے آخری کلام میں جیسے مثنوی پس چہ باید کرد اقوام مشرق میں وضاحت کی ہے کہ ان لوگوں سے توقعات وابستہ تھیں لیکن یہ بھی استعمار کہ آلہ کار ثابت ہوئے جس سیاسی اور ثقافتی بے بسی کے دور میں برصغیر کے مسلمان عصر اقبال میں گذر رہے تھے اس کا ادراک کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔

بہرحال بنیادی اسلامی تعلیمات میں ان دو بڑی شخصیات کے درمیان اشتراک فکری پایا جاتا ہے انہوں نے اسلامی تعلیمات کی توضیح اپنے اپنے انداز میں کی ہے۔ یہ علمی تحقیقی اور تنقیدی رویے ہی ہیں جو مسائل کے حل تلاش کرنے میں ممد ومعاون ہوتے ہیں۔ ایران کے اسلامی جمہوری انقلاب کے پس پردہ جو فکری روح کارفرما تھی اس میں اقبال کی بصیرت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا علامہ اقبال عصر حاضر میں برصغیر اور فارسی زبان والے مسلمان ممالک کے لیے دراصل اسلام وایمان آزادی وحریت اور خود شناسی وخود سازی کی ایک موثر آواز ہیں۔

اقبال سے متعلق شہید مرتضیٰ مطہری کے بیانات پر مبنی فہرست

موضوعات	حواشی
۱۔ گفتار اقبال لاہوری پیرامون فلسفہ ختم نبوت و بی نیازی بشر	آشنایی با قرآن: ج ۱، ۲، صدرا، ۱۳۷۰ ھ ص ش: ۲۲۳، ت، ص: ۴
۲۔ کلامی از حکیم اقبال لاہوری پیرامون حسن معنوی و پالیش انسان	آشنایی با قرآن: ج ۱، ۲، صدرا، ۱۳۲۹ ھ ص ش: ۳۸، ت ص: ۱
۳۔ کلامی از اقبال لاہوری در بارہ شخصیت پیامبر اسلام (ص)	آشنایی با قرآن: ج ۱، ۲، صدرا، ۱۳۲۹ ھ ص ش: ۶۱ ت ص: ۱
۴۔ ویژگیھای اقبال لاہوری و بررسی اشتباہات وی در زمینہ معارف	استاد مطہری و روشنفکران، ج ۱، ۲، صدرا، ۱۳۲۹ ھ ص ش: ۱۰۰ ت ص: ۲
۵۔ اہمیت محورھای ثبات در نھضتھا و حرکتھای اجتماعی و وجود این محورہا در اسلام و نظر اقبال لاہوری در این بارہ	استاد مطہری و روشنفکران، ج ۱، ۲، صدرا ۱۳۲۹ ھ ص ش: ۸۹ ت ص: ۲
۶۔ نظر اقبال در کتاب احیای فکر دینی در زمینہ مانعیت غرب از پیشرفت اخلاق بشریت	استاد مطہری و روشنفکران، ج: ۱، ۲، صدرا، ۱۳۶۹ ھ ص ش: ۹۷ ت ص: ۱
۷۔ نقش اقبال در تاسیس کشور اسلامی پاکستان	استاد مطہری و روشنفکران، ج: ۱، ۲، صدرا، ۱۳۶۹ ھ ص ش: ۹۹ ت ص: ۱
۸۔ مختصری از حالات اقبال لاہوری	اسلام و مقتصیات زمان، ج: ۱، صدرا، ۱۳۶۸ ھ ص ش، ۲۳۱، ت ص: ۱
۹۔ جملہ ای از اقبال لاہوری پیرامون اجتہاد	اسلام و مقتصیات زمان، ج: ۱، صدرا، ۱۳۶۸ ھ ص ش، ۲۳۲، ت ص: ۱
۱۰۔ دیدگاہ اقبال لاہوری در کتاب احیای فکر دینی در اسلام پیرامون اجتہاد	اسلام و مقتصیات زمان، ج: ۱، صدرا، ۱۳۶۹ ھ ص ش، ۱۴، ت ص: ۱
۱۱۔ دیدگاہ اقبال لاہوری پیرامون قوانین اسلام و مقتصیات زماں	اسلام و مقتصیات زمان، ج: ۱، صدرا، ۱۳۶۹ ھ ص ش، ۱۴، ت ص: ۱
۱۲۔ گفتاری از اقبال لاہوری پیرامون ضرورت وجود اصول و قوانین ثابت و متغیر برای جامعہ و ویژگی آن	اسلام و مقتصیات زمان، ج: ۱، صدرا، ۱۳۸۰ ھ ص ش، ۱۴، ت ص: ۱
۱۳۔ دیدگاہ گوبینو پیرامون نظر صاحب کتاب روضات الجنات و دکتر در کتاب توسعہ حکمت در اسلام در مورد خط مشی ملا صدرا	اصول فلسفہ و روش رئالیسم، ج: ۱، صدرا، ۱۳۶۹ ھ ص ش، ۱۳، ت ص: ۱
۱۴۔ تبیین عدم آشنایی اقبال لاہوری با فلسفہ اسلامی در کتاب سیر ایران و کتاب احیای فکر دینی در اسلام	اصول فلسفہ و روش رئالیسم، ج: ۵، صدرا، ۱۳۶۹ ھ ص ش، ۳۷، ت ص: ۱
۱۵۔ دیدگاہ اقبال لاہوری پیرامون زیالیش	انسان در قرآن، صدرا ۱۳۶۹ ھ ص ش: ۲۳، ت ص: ۱
۱۶۔ فرق میان خود آگاہی پیامبرانہ و خود آگاہی عارفان در کلام اقبال	انسان در قرآن، صدرا ۱۳۶۹ ھ ص ش: ۹، ۷، ت ص: ۱
۱۷۔ بررسی زیان انسان بہ علم و ایمان از دیدگاہ علامہ اقبال لاہوری در کتاب احیای فکر دین در اسلام	انسان و ایمان، صدرا ۱۳۶۹ ھ، ص ش: ۲۴، ت ص: ۱

۱۸۔ شعری از اقبال لاہوری در بارہ دیدگاہ قرآن از انقلاب — پیرامون انقلاب اسلامی، صدرا ۱۳۶۸ھ، ص ش ۱۰۷، ت ص: ۱

۱۹۔ نیاز ہای بشریت در زندگی انسانی از دیدگاہ اقبال لاہوری — پیرامون انقلاب اسلامی، صدرا ۱۳۶۸ھ، ص ش: ۹۸، ت ص: ۱

۲۰۔ شعری از اقبال لاہوری در وصف امام علی — جاذبہ و واقعہ علی، صدرا، ۱۳۶۸ھ، ص ش: ۴۰، ت ص: ۱

۲۱۔ دیدگاہ اقبال لاہوری در رابطہ با فرہنگ شوم و تمدن اروپایی وفرہنگ اسلامی و تفادت آن دو بیک دیگر — حق و باطل ضمیمہ احیای تفکر اسلامی، صدرا ۱۳۶۲ھ ص ش: ۶۸، ت ص: ۸

۲۲۔ آشنایی با شخصیت علمی و تفکر اقبال لاہوری — حق و باطل ضمیمہ احیای تفکر اسلامی، صدرا ۱۳۶۹ھ ص ش: ۶۹، ت ص: ۸

۲۳۔ دیدگاہ اقبال لاہوری پیرامون پوچ بودن ادعای آزادی وحقوق بشر در اروپا — حق و باطل ضمیمہ احیای تفکر اسلامی، صدرا ۱۳۶۹ھ ص ش: ۲۷، ت ص: ۲

۲۴۔ لزوم تعریف جہان بر اساس معنویات و جود آزادی فردی وتبیین اصولی جہانی برای تکامل بشر از دیدگاہ اقبال — حق و باطل ضمیمہ احیای تفکر اسلامی، صدرا ۱۳۶۹ھ ص ش: ۵۷، ت ص: ۱

۲۵۔ دیدگاہ اقبال لاہوری پیرامون غرب زدگی وعدم ہمت مسلمانان بہ اسلام و ضرورت احیای جامعہ اسلامی — حق و باطل ضمیمہ احیای تفکر اسلامی، صدرا ۱۳۶۲ھ ص ش: ۶۷، ت ص: ۱۶

۲۶۔ نقش اتحاد و ہمبستگی در حیات جامعہ اسلامی از دیدگاہ اقبال لاہوری وذکر تمثیلہایی در این زمینہ — حق و باطل ضمیمہ احیای تفکر اسلامی، صدرا ۱۳۶۲ھ ص ش: ۸۲، ت ص: ۱۰

۲۷۔ علائم حیات وعدم حیات جامعہ از دیدگاہ اقبال — حق و باطل ضمیمہ احیای تفکر اسلامی، صدرا ۱۳۶۲ھ ص ش: ۸۲، ت ص: ۱۰

۲۸۔ جدایی اندلس از پیکرہ جہان اسلامی بعنوان نشان عدم حیات جامعہ اسلامی از دیدگاہ اقبال — حق و باطل ضمیمہ احیای تفکر اسلامی، صدرا ۱۳۶۹ھ ص ش: ۸۴، ت ص: ۱

۲۹۔ اہمیت مسألہ احساس شخصیت در انسان و دیدگاہ اقبال لاہوری در بارہ آن — حماسہ حسینی، ج: ۱، ۱۳۶۸ھ، ص ش: ۱۶۴، ت ص: ۳

۳۰۔ گفتاری از اقبال لاہوری در بارہ نحوہ قرات قرآن و توحید پدرش در این مورد — حماسہ حسینی، ج: ۱، ۱۳۶۸ھ، ص ش: ۲۲۳، ت ص: ۱

۳۱۔ شیوہ اقبال لاہوری در تبلیغات با استفادہ از شعر و سرود — حماسہ حسینی، ج: ۱، ۱۳۶۸ھ ص ش: ۲۲۸، ت ص: ۱

۳۲۔ تحلیل شعری از اقبال لاہوری پیرامون ناشناختہ ماندن بعضی از شعر در زمان حیاتشان — حماسہ حسینی، ج: ۲، ۱۳۶۹ھ ص ش: ۲۳۴، ت ص: ۱

۳۳۔ عوامل تقویت و تضعیف شخصیت انسانی و سعادت انسانی از دیدگاہ اقبال لاہوری بہ نقل از کتاب اقبال شناسی — حماسہ حسینی، ج: ۳، ۱۳۶۵ھ، ص ش: ۳۲۷، ت ص: ۱

۳۴۔ جملہ ای از محمد اقبال در مورد اجتہاد — خاتمیت، صدرا، ۱۳۷۰ھ، ص ش: ۱۰۷، ت ص: ۱

۳۵۔ فرق بین نبی و عارف از دیدگاہ اقبال لاہوری — ختم نبوت، صدرا، ۱۳۷۰ھ، ص ش: ۳۳، ت ص: ۱

۳۶۔ دیدگاہ اقبال لاہوری در زمینہ لذرم ختم نبوت بعد از رسالت بدلیل جانشینی علم و عقل بجای پیامبران تبلیغی در اسلام — ختم نبوت، صدرا، ۱۳۷۰ھ، ص ش: ۳۹، ت ص: ۱

۳۷۔ شعری از اقبال لاہوری در بیداری وجدانہای متفرق مسلمانان — خدمات متقابل اسلام ایران، صدرا، ۱۳۶۲ھ، ص ش: ۴۲، ت ص: ۱

۳۸۔ آشنایی با عبدالرحمٰن کواکبی، سید جمال الدین اسد آبادی محمد عبدہ نائینی و اقبال و بشیر ابراہیمی پایہ گذاران ملیت جدید توحیدی — خدمات متقابل اسلام و ایران، صدرا، ۱۳۶۹ھ، ص ش: ۴۲، ت ص: ۱

۳۹۔ شعری از اقبال لاہوری دربارہ وحدت مسلمانان — خدمات متقابل اسلام و ایران، صدرا، ۱۳۶۹ھ، ص ش: ۵۱، ت ص: ۱

۴۰۔ برداشتی غلط از شعر اقبال لاہوری در مورد صادق وکنی و جعفر بنگالی — سیری در سیرہ آئمہ اطہارؑ، صدرا، ۱۳۶۸ھ، ص ش: ۴۵، ت ص: ۱

۴۱۔ دیدگاہ اقبال لاہوری پیرامون نیاز بشریت قرآن یتیم بہ معنویات و دین از کتاب احیای فکر دینی در اسلام — سیری در سیرہ نبوی، صدرا، ۱۳۶۸ھ، ص ش: ۱۸، ت ص: ۱

۴۲۔ نقش عبادت در بازیابی خود از نظر اینشتن و ویلیام جیمز و اقبال لاہوری سیری در نہج البلاغہ، صدرا ۱۳۵۴ھ، ص ش: ۳۰۴، ت ص: ۱

۴۳۔ نقش عبادت در بازیابی خود از نظر اقبال لاہوری — سیری در نہج البلاغہ، صدرا، ۱۳۵۴ھ، ص ش: ۳۰۵، ت ص: ۱

۴۴۔ نقش اجتہاد در امکان نطباق اسلام با متقصیات زمان از اقبال لاہوری در این زمینہ — نظام حقوق زن در اسلام، صدرا ۱۳۶۹ھ، ص ش: ۱۶۸، ت ص: ۱

۴۵۔ جایگاہ اجماع در اہل سنت و میزان راہگشایی آن در مستحد ثات از نظر امثال اقبال لاہوری — نقدی بر مارکسیزم، صدرا، ۱۳۶۹ھ، ص ش: ۱۶۸، ت ص: ۱

۴۶۔ نظری بہ حرکت اصلاح گرایانہ اقبال لاہوری و نقش در تنویر افکار مردم — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۸، ص ش: ۴۸، ت ص: ۵

۴۷۔ نظر اقبال لاہوری در مورد فرہنگ غرب و مسلمانان — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۸، ص ش: ۴۸، ت ص: ۱

۴۸۔ مزیتھای روحی و عرفانی اقبال لاہوری — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۸، ص ش: ۴۹، ت ص: ۱

۴۹۔ گفتاری از اقبال لاہوری در کتاب احیای فکر دینی پیرامون فرہنگ و تمدن غرب اسلام — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۹، ص ش: ۴۹، ت ص: ۱

۵۰۔ اجتہاد از نظر اقبال لاہوری — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۹، ص ش: ۴۹، ت ص: ۱

۵۱۔ اعتماد بہ خود و خویشتن (فلسفہ خودی) مسلمانان و جوامع اسلامی در برخورد با فرہنگ یگانہ غرب از نظر اقبال لاہوری — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۸، ص ش: ۵۰، ت ص: ۱

۵۲۔ قدرت و ذوق شعری اقبال لاہوری — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۹، ص ش: ۵۰، ت ص: ۱

۵۳۔ میزان آشنایی اقبال لاہوری از فرہنگ اسلامی — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۸، ص ش: ۵۲، ت ص: ۱

۵۴۔ گفتاری از اقبال لاہوری دربارہ ضرورت ہماہنگی مقولہ ہای ثبوت و تغییر در زندگی اجتماعی انسان از نظر اسلام — نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۹، ص ش: ۷۷، ت ص: ۱

۵۵۔ تأثیر فرہنگ و معارف اسلامی در موفقیت نحضت سید جمال الدین نھضتھای اسلامی در صد سالہ اخیر، صدرا: ۱۳۶۸، ص ش: ۸۳، ت ص: ۱

اسدآبادی ازنظراقبال لاہوری درکتاب معمارتجدیدبنای اسلامی

۵۶۔تفادت پیامبران باعرفاء (مرد باطنی) ازنظراقبال لاہوری درکتاب احیایی فکردینی دراسلام — وحی نبوت،صدرا، ۱۳۶۹ھ،ص ش:۱۵، ت ص:۱

۵۷۔نقد وبررسی دیدگاہ اقبال درزمینہ وحی،غریزہ وعقل — وحی نبوت،صدرا، ۱۳۶۹ھ،ص ش:۴۴، ت ص:۱۲

۵۸۔نقد وبررسی نظرات اقبال لاہوری دربارہ فلسفہ ختم نبوت درکتاب احیای فکردینی دراسلام — وحی نبوت،صدرا، ۱۳۶۹ھ،ص ش:۴۴، ت ص:۱۲

۵۹۔مغایرت نظریہ اقبال دربارہ فلسفہ ختم نبوت بانظریہ اش درباب اجتہاد اسلامی وضروریات اسلام — وحی نبوت،صدرا، ۱۳۶۹ھ،ص ش:۴۸، ت ص:۲

۶۰۔الہامات معنوی ازنظراقبال لاہوری درکتاب طبیعت وتاریخ — وحی نبوت،صدرا، ۱۳۶۹ھ،ص ش:۵۱، ت ص:۱

۶۱۔نقد نظریہ اقبال پیرامون فرق غریزہ ووحی — وحی نبوت،صدرا، ۱۳۶۹ھ،ص ش:۵۳، ت ص:۱

۶۲۔توضیحی پیرامون علت بعضی ازاشتباہات اقبال لاہوری درزمینہ علوم اسلامی — وحی نبوت،صدرا، ۱۳۶۹ھ،ص ش:۵۵، ت ص:۱

۶۳۔مقایسہ ای بین سید جمال الدین اسدآبادی واقبال لاہوری دراندیشہ ہای اسلامی — وحی نبوت،صدرا، ۱۳۶۹ھ،ص ش:۵۶، ت ص:۱